145722 ـ كچھ عرصہ بيوى كو نان و نفقہ سے محروم ركھنے كے بعد طلاق دے دى كيا بيوى اس عرصہ كے نان و نفقہ كا مطالبہ كر سكتى ہے ؟

سوال

سوال ميرے بيٹى اور داماد كے بارہ ميں ہے، تقريبا ايك برس سے دونوں عليحدہ ہو چكے ہيں، اس ليے كہ ميرا داماد ميرى بيٹى سے برا سلوك كرتا تھا، ان كى رہائش بھى والدين اور اقرباء سے دور تھى، ايك بار بيٹى كو جھگڑا كى بنا پر مجبورا پوليس رپورٹ كرنا پڑى، پوليس نے آ كر گھر كى تلاشى لى تا كہ بيٹى كى بات كى سچائى معلوم كى جا سكے تو انہوں نے بچى كے جسم پر ضرب كے نشانات پائے اور ميرے داماد كو گرفتار كر ليا، اور نہ تو اپنى بيوى سے بات چيت كرنے كى اجازت دى اور نہ ہى ديكھنے اور ملنے، بلكہ جہاں ہمارى بيٹى اسے وہاں جانے سے بھى روك ديا.
اس وجہ سے ہم اپنے داماد كے كہنے پر بيٹى كو اپنے گھر لانے پر مجبور ہوئے، جب لائے تو وہ بہت لاغر ہو چكى تھى بچى كى عمر سولہ برس ہے، اور وہ حاملہ ہونے كى وجہ سے وٹامن كى كمى كا شكار تھى، گھر ميں كھانے كى كوئى چيز نہ تھى اور اسے كوئى اختيار بھى حاصل نہ تھا، صرف وہ مسجد يا پھر كوئى چيز خريدنے يا ہوا خورى كے ليے باہر جا سكتى تھى.
ان حالات ميں ہمارے دامام نے ہميں پوليس معاملہ ختم ہونے كے بعد اسے واپس لے جانے كا عنديہ ديا، اسى وجہ سے ہمارے ساتھ رابطہ رہا كہ ہمارى بيٹى عدالت ميں جا كر اعتراف كرے كہ اس نے بھى خاوند كو مارا ہے، ليكن بيٹى نے جانے سے انكار كرديا، جس كى بنا پر اسے اور زيادہ غصہ آيا اور طلاق كى دھمكى دى، بہر حال بيٹى نے وكيل كو لكھا كہ مقدمہ عدالت سے ختم كر ديا جائے كيونكہ وہ اپنے خاوند كے ساتھ دوبارہ رہنا چاہتى ہے، جيسے ہى مقدمہ ختم ہوا اس نے فورى ہميں طلاق دينے كى اطلاع كر دى، كہ اس نے پوليس رپورٹ كيوں كروائى تھى.
جون (2008) سے آج تك ہم رابطہ كى كوشش كر رہے ہيں تا كہ طلاق كى تفصيل معلوم ہو سكے ليكن كوئى فائدہ نہيں ہوا، شريعت كے مطابق تو يہ طلاق ہو چكى ہے كيا ايك برس كا نان و نفقہ لينے كا حق ركھتى ہے يا نہيں، اور آپ اس مسئلہ ميں كيا نصيحت فرماتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند كے ليے بيوى پر بہتر اور اچھے طريقہ سے خرچ كرنا لازم ہے؛ كيونكہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

مرد حضرات عورتوں پر حاكم ہيں، اس ليے كہ اللہ سبحانہ و تعالى نے ايك دوسرے پر فضيلت دى ہے، اور اس ليے بھى كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

اور ايك دوسرے مقام پر ارشاد بارى تعالى ہے:

چاہيے كہ مالدار آدمى اپنى وسعت كے مطابق خرچ كرے اور جس كى روزى تنگ ہو وہ اللہ كے ديے ہوئے سے خرچ كرے، اللہ تعالى كسى بھى جان كو اتنا ہى مكلف كرتا ہے جسقدر اسے ديا ہے الطلاق (7).

معاويہ قشيرى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں ميں نے عرض كيا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ہمارى بيوى كا اس كے خاوند پر كيا حق ہے ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جب تم خود كھاؤ تو اسے بھى كھلاؤ، اور جب تم خود لباس پہنو تو اسے بھى پہناؤ، اور بيوى كے چہرہ پر مت مارو، اور قبيح و بدشكل مت كہو، اور گھر كے علاوہ اس سے عليحدگى مت اختيار كرو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1850) علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح سنن ابو داود ميں صحيح قرار ديا ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" فقہاء اس پر متفق ہيں كہ درج ذيل فرمان بارى تعالى كى بنا پر خاوند پر بيوى كا نان و نفقہ اور لباس واجب ہے.

اور وہ مرد جس كا بچہ ہے اس كے ذمے معروف طريقہ كے مطابق ان عورتوں كا كھانا اور ان كا كپڑا ہے .

اور اس ليے بھى كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ:

" ان عورتوں كا تم پر نان و نفقہ اور ان كا لباس معروف طريقہ كے مطابق واجب ہے "

اور اس ليے بھى كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ہند رضى اللہ تعالى سے فرمايا تھا:

" تم اتنا مال لے ليا كرو جو تمہيں اور تمہارى اولاد كو معروف طريقہ سے كافى ہو "

رہا نفقہ تو فقہاء كرام اس كے وجوب پر متفق ہيں " انتہى

دیکھیں: بدایۃ المجتھد و نھایۃ المقتصد (44).

لیکن اگر بیوی ناشز یعنی اپنے خاوند کی نافرمان ہو مثلا وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے، یا خاوند کا حق ادا نہ کرے تو پھر یہ نان و نفقہ ساقط ہو جائیگا.

دوم:

رجعی طلاق والی عورت کا دوران عدت نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہے.

اور اگر وہ حاملہ بیوی کو طلاق دے تو حاملہ بیوی کی عدت وضع حمل ہوگی، اس لیے حمل کی مدت میں چاہے طلاق بھی دے دے تو بھی بیوی کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ لازم ہوگا.

موسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ طلاق رجعی والی یا بائن طلاق والی حاملہ عورت کا وضع حمل تك نان و نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہوگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر وضع حمل تك خرچ کرو . انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (16 / 274).

سوم:

چاہے بیوی خاوند کی مطیع و فرماں بردار ہو یا نافرمان حمل کی حالت میں طلاق سے پہلے یا طلاق کے بعد ہر حالت میں اس کے اخراجات و نان و نفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہوگا اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو بچے کے اخراجات بھی باپ کے ذمہ واجب ہونگے.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (106750) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اس سے یہ واضح ہوا کہ آپ کے داماد پر آپ کی بیٹی کے حمل کا نان و نفقہ طلاق سے قبل اور طلاق سے بعد بھی لازم ہے، اور اسی طرح اسے طلاق سے قبل آپ کی بیٹی کے اخراجات دینا ہونگے، اور طلاق کے بعد عدت ختم ہونے تك بھی نفقہ کی ادائیگی کرنا ہوگی، اس سے استثنی اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اگر بیوی کی نافرمانی ثابت ہو جائے، اگر نافرمانی ثابت ہو جائے تو پھر بیوی کے نفقہ کی بجائے حمل کا نفقہ بھی ادا نہیں ہوگا.

اگر خاوند اپنی بیوی پر واجب کردہ نفقہ خرچ نہیں کرتا تو بیوی کو قرض حاصل کرنا چاہیے تھا، کہ وہ قرض لے کر

اپنا خرچ پورا کرے، اور پھر وہ خاوند سے قرض كى ادائیگی مطالبہ کریگی.

چاہے بیوی نے قرض لیا ہو یا آپ نے بغیر قرض لیے اس پر خرچ کیا ہے تو وقت اور عرصہ گزرنے سے وہ خرچ جو خاوند ادا ہی نہیں کیا ساقط نہیں ہوتا، بلکہ آپ اس سے ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتے ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس شخص نے اپنے ذمہ بیوی کا واجب نفقہ کچھ عرصہ ادا نہ کیا تو یہ اس سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ یہ اس کے ذمہ قرض ہے اس کی ادائیگی کرنا ہوگی، چاہے اس نے نفقہ کسی عذر یا غیر عذر کی بھی بنا بھی ترک کیا ہو، امام احمد رحمہ اللہ کی واضح اور ظاہر روایت یہی ہے، اور حسن اور مالك شافعی، اسحاق اور ابن منذر سب کا یہی قول ہے ":

جمہور رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ درج ذیل حکم سے استدلال کیا ہے:

" عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فوج کے سالاروں کو خط لکھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے غائب ہیں، یا تو انہیں ان کے اخراجات دیں، یا پھر طلاق دے دیں، اور اگر وہ طلاق دیں تو پچھلے عرصہ کا نان و نفقہ روانہ کریں " انتہی

دیکھیں: المغنی (8 / 165).

چہارم:

اگر وضع حمل ہونے کی بنا پر عدت ختم ہو جائے تو آپ کی طلاق یافتہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کے پاس جانا اور خاوند کا اس سے رجوع کرنا جائز نہیں؛ لیکن اگر وہ چاہے تو مہر کی ادائیگی کرتے ہوئے نیا نکاح کیا جا سکتا ہے.

ہم اپنی بہن کو یہی نصیحت کرتے ہیں (اللہ اسے توفیق سے نوازے) اگر اس کا خاوند برے اخلاق کا مالك ہے، اور وہ اپنے خاوند کے اخلاق میں کوئی بہتری اور تبدیلی کی امید بھی نہیں رکھتی تو پھر وہ اس کے پاس واپس جانے کی حرص مت رکھے، ہو سکتا ہے جو کچھ ہوا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہو اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی کا بھی فرمان ہے:

اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالی ہر ایك کو اپنی وسعت و فضل سے غنی کر دیگا، اور اللہ سبحانہ و تعالی بڑی وسعت والا اور حکمت والا ہے النساء (130).

اور اگر اس کا خاوند مجمل طور پر پسندیدہ ہے اور وہ اپنے خاوند کے پاس واپس جانے کی رغبت رکھتی ہے تو پھر اس کے لیے کسی ایسے شخص کو درمیان میں لایا جائے تو اسے تلاش کر کے انہیں اکٹھا اور آپس میں جمع کرنے

کی کوشش کرے، اس کے ساتھ ساتھ اسے کثرت سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے توفیق کی دعا کرنی چاہیے.

واللہ اعلم .